حافظ غلام مرتضیٰ

چوتھی صدی ہجری میں عالمِ اسلام کی مذہبی حالت

(۵)

اقلیم الشام

یہ ولایت اقلیم اقور کے جنوب مشرق اور جزیرۃ العرب کے شمال میں واقع تھی۔ چوتھی صدی میں اس کا مشرقی علاقہ بنو حمدان کے زیرِ اقتدار تھا۔ اور اس کا دار السلطنت دمشق تھا۔ آج کل یہ ولایت شام (SYRIA)، لبنان، اُردن اور اسرائیل نام کے ممالک پر مشتمل ہے اور ہر ملک میں ایک خود مختار حکومت قائم ہے۔ اس اقلیم کو چھ صوبوں میں تقسیم کر دیا گیا تھا جس کی تفصیل حسبِ ذیل ہے :۔

قنسرین :۔ اس کا صدر مقام حلب تھا اور مشہور شہر یہ تھے۔ انطاکیہ (ANTIOCH)، سُمیساط، مرعش، حماۃ، معرۃ النعمان اور معرۃ قنسرین۔

حمص :۔ اس کا صدر مقام حمص ہی تھا اور مخصوص شہروں میں تدمر، کفرتاب، لاذقیہ، انطرطوس اور جبلہ وغیرہ تھے۔

دمشق :۔ یہی شہر صدر مقام تھا اور دوسرے شہروں میں بیروت، بانیاس، صیدا اور طرابلس وغیرہ تھے۔ اس صوبہ سے متعلق بقاع نام کا ایک ناحیہ تھا جس کا مشہور شہر بعلبک تھا۔ اور دمشق میں چھ رساتیق بھی شامل تھیں۔

اُردن :۔ اس کا صدر مقام طبریہ تھا اور مشہور شہروں میں صور (TYRE)، عکا، اللجون، کابل اور بیسان قدس شامل تھے۔

فلسطین :۔ یہاں کا صدر مقام رملہ تھا اور خاص شہروں میں بیت المقدس، غزہ، عسقلان، قیساریہ، نابلس، میماس اور عمان تھے۔

شراۃ :۔ اس کا صدر مقام صُغر تھا اور مشہور شہر یہ تھے۔ مآب، معان، تبوک، ویلہ اور مدین۔

عام مذہبی حالت

اس اقلیم میں عام طور پر صحیح العقیدہ لوگ پائے جاتے تھے چنانچہ مقدسی لکھتا ہے :

واقل ما ترى به فقيهاً له بدعة او مسلماً له كتابة الا بطبرية (احسن التقاسم ص۱۸۳)

طبریہ کے علاوہ اس ملک میں بہت کم بدعتی فقیہ یا مسلمان منشی تم کو ملیں گے۔

چند مقامات پر بعض غیر اسلامی فرقے بھی موجود تھے جن کی تفصیل آرہی ہے۔

یہاں کی مسجدوں میں ہمیشہ قندیلیں روشن رہتی تھیں جنہیں زنجیر سے لٹکا دیتے تھے اور ہر صدر مقام کی جامع مسجد میں بیت المال تھا۔ تراویح میں ہر دو سلام کے درمیان بیٹھتے تھے۔ بعض لوگ ایک رکعت کی وتر پڑھتے تھے حالانکہ اس سے قبل ان کی وتر تین رکعتوں کی ہوتی تھی۔ مقدسی لکھتا ہے کہ میرے زمانے میں ابو اسحاق مروزی نے لوگوں کو فتویٰ بتایا تھا چنانچہ ایلیا میں وتر کی رکعتوں میں تخفیف کر دی گئی تھی۔ اور ایلیا میں لوگ چھ ترویحات پڑھتے تھے۔ اس ملک کے واعظین قصہ گو ہوتے تھے اور مسجد کے منتظمین نماز جمعہ کے بعد نعرۂ تہلیل بلند کرتے تھے۔ ظہر اور عصر کے درمیان اور دو عشاء (مغرب اور عشاء) کے درمیان علماء کی مجلسیں منعقد ہوتی تھیں اور جامع مسجدوں میں قاریوں کی مجلسیں علیحدہ قائم تھیں۔

عقائد

یہاں کے اکثر باشندے اہل سنت والجماعت تھے لیکن طبریہ کے کل باشندے اور نابلس اور قدس کے نصف باشندے اور اکثر اہل عمان شیعہ تھے۔ یہاں پر معتزلہ کا کوئی اثر نہ تھا، جو بھی تھے وہ خفیہ طور پر رہتے تھے۔ بیت المقدس میں بہت سے کرّامیہ تھے جن کی خانقاہیں تھیں اور مجلسیں بھی منعقد ہوتی تھیں۔ دمشق کی جامع مسجد میں اوزاعیہ کی ایک مجلس تھی۔ یہاں پر لوگوں کا عمل شروع میں اہل حدیث کے مذہب پر تھا مگر چوتھی صدی کے دوران میں زیادہ تر فاطمی مذہب کے مطابق عمل تھا۔

فقہی مذاہب

اس ملک میں مالکی بالکل نہیں تھے۔ یہاں کے فقہاء شافعی المذہب تھے مگر اکثر شہروں میں حنفی المذہب بھی پائے جاتے تھے۔ جیسا کہ مقدسی لکھتا ہے:

واقل قصبة او بلد ليس فيه حنفي وربما كانت القضاة منهم (مقدسی ص۱۸۰)

بہت کم صدر مقام یا شہر ایسے تھے جہاں کوئی حنفی المذہب نہ ہو اور بسا اوقات قاضی انہیں میں سے مقرر کئے جاتے تھے۔

مسجد اقصیٰ میں اصحاب ابو حنیفہؒ ایک ذکر کی مجلس منعقد کرتے تھے اور کتابوں میں دیکھ کر پڑھتے تھے۔

غیر اسلامی مذاہب

اس اقلیم میں یہود اور نصاریٰ کی ایک بڑی تعداد موجود تھی خاص طور پر بیت المقدس میں چنانچہ مقدسی نے بیت المقدس کے حال میں لکھا ہے کہ یہاں پر نصاریٰ اور یہود کا غلبہ ہے اور یہاں کی مسجدیں جماعت اور

مجالس سے یکسر خالی ہیں (دیکھئے احسن التقاسیم ص۱۶۷)۔ اس ملک میں زیادہ تر یہودی ہی رنگریز، صرّاف، چمڑے کا کام کرنے والے اور جہابذہ تھے۔ طبیب اور منشی عام طور پر نصرانی تھے اور غالباً کوئی مسلمان منشی نظر نہیں آتا تھا جیسا کہ پہلے گزر چکا۔ مجوسی اور صابئی یہاں بالکل نہیں تھے۔

اقلیم مصر

یہ اقلیم تقریباً اسی خطۂ زمین پر پھیلی ہوئی تھی جو آج کل مصر (EGYPT) کہلاتا ہے۔ چوتھی صدی میں یہاں پر فاطمیین کی حکومت تھی۔ یہ فاطمی سلطان امیر المومنین کہلاتا تھا اور پوری اقلیم میں اسی کے نام کا خطبہ پڑھا جاتا تھا۔ اس ملک کا پایۂ تخت شہر فسطاط تھا۔ آج کل یہاں پر ایک جمہوری حکومت قائم ہے جس کا صدر جمال عبدالناصر ہے۔ مسلمان جغرافیہ دانوں نے اس کو سات صوبوں میں تقسیم کیا تھا جس میں سے چھ آباد اور ایک غیر آباد، ویران تھا حسب تفصیل ذیل:

الجفار:۔ اس کا صدر مقام الفرما تھا اور بقارہ، ورّادہ اور عریش مشہور شہر تھے۔

الحوف:۔ یہاں کا صدر مقام بلبیس تھا اور خاص شہر یہ تھے مشتول، جرجیر، تونہ، برّیم، القلزم اور شطنوف تھے۔

الریف:۔ جس کا صدر مقام عبابیہ تھا اور مشہور شہروں میں شبرو، منهور، بلیج اور شطنوف تھے۔

اسکندریہ:۔ اسی نام کا شہر صدر مقام تھا اور مشہور شہر یہ تھے الرشید، مریوط، ذات الحمام اور برلّس۔

مقدونیہ:۔ اس کا صدر مقام فسطاط تھا اور عزیزیّہ، الجیزہ اور عین شمس مشہور شہر تھے۔

الصعید:۔ یہاں کا صدر مقام اسوان تھا اور خاص شہروں میں حُلوان، بوصیر، الفیوم، طحا اور بھنسہ وغیرہ تھے۔

الواحات:۔ یہ پہلے ایک بڑا صوبہ تھا مگر زیر بحث صدی میں بالکل ویران ہو گیا تھا۔ ایک طرف ارض السودان سے متصل تھا اور دوسری جانب اقلیم المغرب کے کنارے واقع تھا اسی لیے بعض جغرافیہ نویسوں نے اسے اقلیم المغرب ہی میں شمار کیا ہے۔

مذہبی حالت

اس ملک میں مختلف مذاہب اور عقائد کے ماننے والے موجود تھے۔ ان کی مذہبی رسموں میں سے ایک رسم یہ تھی کہ ہر روز نماز فجر کے بعد جب امام سلام پھیرتا تو اپنے سامنے قرآن پاک رکھ کر اس میں سے ایک پارہ تلاوت کرتا اور لوگ اس کے گرد جمع ہو جاتے جیسا کہ واعظین کے پاس جمع ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح رات کے آخری تہائی حصے میں نوحہ خوانی کے طرز پر اذان کہتے تھے۔ دو عشاؤں (یعنی مغرب اور عشاء) کے درمیان اُن کی جامع مسجدیں فقہاء، قرّاء، ادیبوں اور فلسفیوں کے حلقوں سے بھری رہتی تھیں۔ نماز عشاء کے بعد بعض لوگ ایک تہائی رات

نفلیں پڑھتے تھے۔ جمعہ کے دنوں میں یہاں کے بازار خالی پڑے رہتے تھے اور اکثر نماز جمعہ سے لوٹنے کے بعد خرید فروخت کرتے۔ یہاں کے لوگ نمازوں میں اشارے بہت کرتے تھے۔ مسجدوں میں ناک سنکتے اور تھوکتے اور فضلہ کو چٹائی کے نیچے دبا دیتے تھے۔

عقائد

فسطاط کے بالائی حصے اور صندفا کے باشندے شیعہ تھے اور فسطاط خاص میں تمام مذاہب کے پیرو موجود تھے۔ وہاں پر ایک بستی محلۃ الکرامیہ کے نام سے مشہور تھی جہاں پر فرقہ کرامیہ کے لوگ رہتے تھے۔ ان کے علاوہ معتزلہ کو بھی اچھی خاصی اہمیت حاصل تھی۔

فقہی مذاہب

اس اقلیم میں لوگ عموماً امام سے آگے نماز پڑھتے تھے اور کتے پالتے تھے جس سے مقدسی نے نتیجہ نکالا کہ یہاں کے اکثر فقہاء مالکی المذہب تھے کیونکہ انہیں کے مذہب میں اس کی اجازت تھی اور دوسرے ائمہ اس کے خلاف تھے۔ مشہور حنفی فقیہ امام ابوجعفر احمد بن محمد طحاوی المتوفی ۳۲۲ھ یہاں کے شہر طحا کی جانب منسوب ہیں جنہوں نے منجملہ دیگر کتب و رسائل کے کتاب اختلاف فقہاء الامصار تصنیف کی تھی۔ حنابلہ کو بھی یہاں کافی اہمیت حاصل تھی مگر چوتھی صدی میں فتویٰ فاطمی مذہب کے مطابق دیا جاتا تھا۔

غیر اسلامی مذاہب

ذمیوں میں عام طور پر نصاریٰ پائے جاتے تھے جن کو وہاں کی زبان میں قبط (COPTS) کہتے تھے۔ وہاں یہودی بہت کم تھے۔

اقلیم المغرب

یہ اقلیم مصر کے مغربی علاقے سے لیکر بحر اوقیانوس (ATLANTIC OCEAN) تک پھیلی ہوئی تھی۔ اسی ولایت میں اندلس کا بھی شمار ہوتا تھا جو ایک آبنائے کے ذریعہ اس سے الگ ہو جاتا ہے جسے آبنائے جبل الطارق (جبرالٹر) کہتے ہیں۔ لہٰذا اس کی مثال اقلیم مشرق کی سی ہے۔ جس طرح مشرق کے دو حصے خراسان اور ہیطل کو دریائے جیحون علیحدہ کرتا ہے اسی طرح اندلس کو بحر روم باقی مغربی خطے سے جدا کرتا ہے۔ اندلس میں بنو امیہ کی حکومت قائم تھی جو امراء اور بنو خلفاء کہلاتے تھے۔ ۳۵۰ھ کے قریب عبدالرحمٰن الناصر نے سب سے پہلے امیر المومنین کا لقب اختیار کیا۔ السوس الاقصیٰ میں ادارسہ کی حکومت تھی جس کا بانی ادریس بن عبداللہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی اولاد میں سے تھا۔ اس نے ۱۷۲ھ میں اپنی خلافت کا اعلان کر کے لوگوں سے بیعت لی اور دولۃ الادارسہ کی بنیاد ڈالی جو

۹۳۳ھ تک قائم رہی۔ اس کے بعد فاطمین خلفار نے اسے ختم کر دیا۔ باقی حصے فاطمی خلافت کے زیر اقتدار تھے۔ آج کل یہ ولایت لیبیا (LIBYA)، ٹیونس، الجزائر، مراکش، اور اسپین پر مشتمل ہے۔ یہاں کا دارالسلطنت شہر قیروان تھا اور پورا اقلیم مع اندلس کے آٹھ صوبوں پر مشتمل تھی جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

برقہ :۔ اس کا صدر مقام یہی شہر تھا اور دوسرے شہروں میں ذات الحمام، طرابلس، رمادہ، اجدابیہ وغیرہ تھے۔

افریقیہ :۔ اسی نام سے اب پورے براعظم کا نام افریقہ ہو گیا۔ اس کا صدر مقام قیروان تھا اور شہروں کی تعداد بہت تھی مثلاً مہدیہ، سوسہ، تونس، باجہ، قسطیلیہ اور باجہ وغیرہ۔

تاہرت :۔ یہی شہر صدر مقام تھا اور دوسرے مشہور شہروں میں یمہ، تاغلیسیہ، منداس، زیتونہ اور بحریہ تھے۔

سجلماسہ :۔ اسی نام کا شہر یہاں کا صدر مقام تھا اور درعہ، ویلمیس، حصن السودان، دارالامیر وغیرہ مشہور شہر تھے۔

فاس :۔ اسے السوس الادنیٰ بھی کہا جاتا تھا۔ یہاں کا صدر مقام اسی نام کا شہر تھا دوسرے خاص خاص شہر یہ تھے۔ بصرہ، زلول، صنہاجہ، ہوارہ اور مرنیہ وغیرہ۔ اس صوبہ سے متعلق ایک ناحیہ طنجہ تھا جس کے اندر بھی مختلف شہر تھے۔

السوس الاقصیٰ :۔ اس کا صدر مقام طرفانہ تھا اور مشہور شہروں میں اغمات، ویلا، وربکہ اور ماسہ وغیرہ تھے۔

صقلیہ :۔ اسے آج کل سسلی کہتے ہیں اس کا صدر مقام بلرم تھا اور خاص شہروں میں خالصہ، طرابنش، سرقوسہ، قلعۃ البلوط اور قلعۃ القوارب وغیرہ تھے۔

اندلس :۔ یہ صوبہ بہت بڑا تھا۔ اس کا دارالسلطنت قرطبہ (CORDOVA) تھا اور شہروں کی تعداد بہت بڑی تھی۔ ابن خرداذبہ لکھتا ہے کہ اندلس کے اندر چالیس شہر تھے (ابن خرداذبہ ص۸۹)۔ مشہور مورخ مسعودی نے بھی شہروں کی تعداد چالیس بتائی ہے۔ مقدسی لکھتا ہے کہ میں نے بعض دانشمندوں سے ان رساتیق کے متعلق دریافت کیا جو قرطبہ کے چاروں طرف واقع ہیں تو اس نے جواب دیا کہ ہم لوگ رستاق کو ایک اقلیم کہتے ہیں لہٰذا قرطبہ کے ارد گرد تیرہ اقلیم تھیں اور ہر اقلیم کے اندر مختلف شہر آباد تھے۔ آگے چل کر یہی سیاح لکھتا ہے کہ جب میں نے اپنی کتاب احسن التقاسیم کو وہاں کے ایک شیخ کے سامنے پیش کیا تو اس نے کہا کہ اس تقسیم کے اعتبار سے اندلس کے اندر اٹھارہ صوبے ہونے چاہئیں اور پھر ہر ایک کو شمار کیا (دیکھئے احسن التقاسیم ص۲۳۵)۔

بہرکیف اندلس کے مشہور شہر جن میں سے بعض تاریخی حیثیت سے اہم ہیں حسب ذیل ہیں:

ارجونہ، غرناطہ، سرقسطہ، مرسیہ، طلیطلہ، باجہ، اشبیلیہ (SEVILLE)، بجانہ، جبل الطارق (GIBRALTAR) اور مارده (MADRID) —

اس اقلیم میں علماء و فقہاء کی اچھی خاصی تعداد تھی جن کا کام درس و تدریس اور تصنیف و تالیف تھا۔ یہ علماء زیادہ تر مالکی مذہب کے پیرو تھے۔ ان میں سب سے زیادہ مشہور علامہ اسد بن الفرات تھے۔ ان کے آباؤ اجداد نیشاپوری تھے مگر ان کی ولادت قیروان میں ہوئی۔ مدینہ منورہ جا کر امام مالکؒ سے موطا پڑھی۔ فقہ مالکی میں ان کی تصنیف المدوّنۃ ایک اہم کتاب ہے۔

ابوبکر محمد بن محمد بھی ایک جلیل القدر مالکی فقیہہ تھے۔ عام طور پر ابن اللباد کے نام سے مشہور تھے۔ ان کے تبحرّ علمی اور قوّتِ حافظہ کی بڑی شہرت تھی۔ انہوں نے مغرب میں مالکی مذہب کی نشر و اشاعت کے لیے کافی جدوجہد کی فاطمی خلفاء نے اپنے دورِ خلافت میں ان کو بہت پریشان کیا اس لیے کہ یہ اُن کے خیالات سے متفق نہیں تھے۔ چنانچہ ان کو قید خانہ میں ڈال دیا گیا اور وہیں ۳۳۳ھ میں وفات پائی۔

ابو میمونہ دراس بن اسماعیل الفاسی کا شمار بھی مشاہیر حفاظ و فقہاء میں ہوتا تھا۔ انہوں ہی نے المغرب الاقصیٰ میں مذہب مالکی کو داخل کیا حالانکہ اس سے قبل وہاں کے باشندے امام ابوحنیفہؒ کے مذہب پر تھے۔ انہوں نے شہر فاس میں ۳۵۷ھ میں انتقال کیا۔

ابو محمد عبداللہ بن ابی زید القیروانی اپنے زمانے میں مذہب مالکی کے امام تھے۔ ان کی کثرت تصنیف و تالیف اور وسعت معلومات کا یہ عالم تھا کہ لوگ ان کو "مالک الصغیر" کہا کرتے تھے۔ اُن سے فقہی مسائل دریافت کرنے اور احادیث سننے کی خاطر اکثر علماء اُن کی خدمت میں دُور دراز سے حاضر ہوتے تھے۔ انہوں نے منجملہ دیگر کتب و رسائل کے کتاب الزیادات علی المدوّنہ اور مختصر المدوّنہ یادگاریں چھوڑیں۔ ۳۸۶ھ میں انہوں نے وفات پائی۔

قاضی ابوعبداللہ بن محمد بن محمود الہوّاری فاس کے قاضی اور امام تھے۔ ان کا عدل و ورع ضرب المثل تھا۔ انہوں نے مذکورالصدر المدوّنہ پر تعلیقات لکھی اور ۴۰۱ھ میں راہیِ ملکِ بقا ہوئے۔

القابسی علی بن محمد جو ابن القابسی کے نام سے مشہور تھے، حدیث اور رجال حدیث کے بہت بڑے عالم، مالکی المذہب فقیہہ، اصولی، متکلم اور عمدہ مصنّف تھے۔ ان کی اہم تصانیف یہ ہیں: کتاب الممہد فی الفقہ، المنقذ من شبہ التاویل، کتاب المعلّمین و المتعلّمین اور کتاب رتب العلم و احوال اہلہ۔ ۴۰۳ھ میں قیروان میں وفات پائی۔

فقہاء احناف میں محمد بن عبدون کافی شہرت کے مالک تھے۔

لیکن جب دولت فاطمیہ کو عروج حاصل ہوا تو فاطمی خلفاء نے شیعی فقہ اور شیعی دعوت کی تبلیغ و اشاعت شروع کی اور اپنی ان کوششوں میں بہت تشدّد سے کام لیا۔ حجوی نے اپنی کتاب تاریخ الفقہ الاسلامی میں

لکھا ہے کہ فاطمی خلفاء اکثر سُنّی علماء کے سامنے شیعیت کو پیش کرتے اور جب وہ اس کو قبول کرنے سے انکار کرتے تو ان کو ستاتے چنانچہ ابویزید مخلد بن کیداد[۱] کی جنگ میں علمائے قیروان میں سے پچاسی جلیل القدر علماء شہید کیے گئے۔

مذہبی حالت

اس ولایت میں عموماً تین مذاہب پر لوگوں کا عمل تھا۔ جہاں تک اندلس کا تعلق ہے وہاں پر صرف مالکی پائے جاتے تھے۔ ان کا قول تھا کہ ہم سوائے کتاب اللہ اور موطا امام مالکؒ کے اور کچھ نہیں جانتے چنانچہ احمد بن محمد المقری اہل اندلس کے متعلق لکھتے ہیں:

"روایۃ الحدیث عندھم رفیقۃ وللفقہ رونق ووجاھۃ ولامذھب لھم الامذھب مالکؒ"

اگر یہ لوگ کسی حنفی یا شافعی کو پاتے تو اپنے یہاں سے نکال دیتے تھے (دیکھئے نفح الطیب القسم الاول ص۱۳۶) اور اگر کوئی معتزلی یا شیعہ وغیرہ مل جاتا تو بسا اوقات اسے فنا کے گھاٹ اتار دیتے تھے۔

اندلس کے علاوہ اقلیم مغرب کے باقی حصوں میں امام ابوحنیفہؒ اور امام مالک رحمہما اللہ تعالیٰ کے مذاہب کو مقبولیت حاصل تھی۔ یہاں کے لوگ امام شافعیؒ کے مذہب سے ناآشنا تھے۔ مقدسی نے اس سلسلے میں ایک واقعہ لکھا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ میں ایک روز کسی مسئلہ میں ایک شخص سے مذاکرہ کر رہا تھا۔ اثنائے گفتگو میں نے امام شافعیؒ کا قول نقل کیا تو اس نے کہا:

"اسکت من ھو الشافعی انما کانا بحرین ابوحنیفۃ لاھل المشرق ومالک لاھل المغرب أفنترکھما ونشتغل بالساقیۃ" (احسن التقاسیم ص۲۳۶)	خاموش! بھلا شافعی کون ہوتے ہیں۔ وہ دونوں تو علم کے سمندر تھے ابوحنیفہؒ اہل مشرق کے لیے اور امام مالکؒ اہل مغرب کے لیے۔ کیا ہم ان دونوں کو چھوڑ کر ایک نالی میں مشغول ہو جائیں۔

اس کے بعد یہی سیاح لکھتا ہے کہ میں نے کسی دو فریق کو ان دونوں (حنفی اور مالکی) سے زیادہ ہم خیال اور قلیل التعصب نہیں دیکھا اور میں نے اس بارے میں ان کو قدماء سے عجیب وغریب حکایتیں روایت کرتے ہوئے سنا یہاں تک کہ ان لوگوں نے بتایا کہ وہاں کا حاکم ایک سال حنفی ہوتا تھا تو دوسرے سال مالکی صقلیہ کے اکثر باشندے حنفی المذہب تھے۔

ان دو مذاہب کے علاوہ تیسرا مذہب فاطمی تھا جس کی فقہی تعلیمات کی تین قسمیں ہیں:

---

[۱] مخلد بن کیداد ایک بربری باغی تھا جس نے ۳۳۲ھ میں افریقیہ پر حملہ کیا تھا اور اُسے خلیفہ فاطمی کے ہاتھ سے چھڑا لیا تھا مگر تین سال کے بعد ۳۳۶ھ میں خلیفہ المنصور بن قائم العبیدی نے اُسے گرفتار کر لیا تھا۔

۱۔ وہ مسائل جن میں اماموں کا آپس میں اختلاف ہے مثلاً نماز فجر میں دعائے قنوت پڑھنا، بلند آواز سے بسم اللہ پڑھنا اور ایک رکعت کی وتر پڑھنا وغیرہ۔

۲۔ اسلاف کے طرزِ عمل کی طرف رجوع کرنا مثلاً تکبیر کے کلمات دو دو بار کہنا جس کو بنو امیہ نے ایک ایک کر دیا تھا یا جیسے سفید پوش ہونا جسے بنو عباس نے سیاہ پوشی میں بدل دیا تھا۔

۳۔ وہ مسائل جن میں وہ لوگ منفرد تھے اور جن میں اماموں کا اختلاف مروی نہیں ہے اور اسلاف میں اس کی کوئی مثال بھی نہیں ملتی مثلاً اذان میں حی علی خیر العمل کہنا اور مہینہ کا پہلا دن اس دن کو ماننا جس میں ہلال نظر آتا ہے اور نماز کسوف۔ پانچ رکعت کی پڑھنا جس کی ہر رکعت میں دو سجدے ہوں۔ فاطمی مذہب کے علماء کی کتابیں بھی ان کے یہاں تھیں جن کا وہ مطالعہ کیا کرتے تھے۔ مقدسی لکھتا ہے کہ میں نے اُن کی کتاب الدعائم دیکھی تھی جس سے معلوم ہوا کہ اکثر اصولی مسائل میں وہ معتزلہ کے ہم خیال ہیں (دیکھئے مقدسی صفحہ ۲۳۸)۔

یہ لوگ اسماعیلیہ مذہب کے قائل تھے۔ اس سلسلے میں ان کے کچھ اسرار و رموز تھے جنہیں صرف اسی شخص کو بتاتے تھے جس پر اُنہیں حلف اور عہد و پیمان لینے کے بعد پورا وثوق اور اطمینان ہو جاتا۔ ان لوگوں کو باطنیہ بھی کہا جاتا تھا کیونکہ یہ قرآن کریم کے ظاہری معانی کو چھوڑ کر اس کے باطنی مفہوم نکالتے اور آیات قرآنی کی عجیب و غریب تفسیریں اور دقیق معانی بیان کرتے تھے۔ اور یہی اصول مذاہب ادریسیہ کے تھے جن کا غلبہ السوس الاقصیٰ میں تھا۔ یہ خیالات قرامطہ کے مذہب سے ملتے جلتے ہیں۔

قلمرو اسلامی کے باشندے فاطمی مذہب کے بارے میں تین قسم کے رجحانات رکھتے تھے:

ا۔ وہ لوگ جو ان اصول کا اقرار کرتے تھے اور ان کے معتقد تھے۔ یعنی فاطمی مذہب کے پیرو۔

ب۔ وہ لوگ جو ان عقائد کے منکر تھے یعنی فاطمی مذہب والوں کو ملحد اور خارج از اسلام قرار دیتے تھے۔ مثلاً عبدالقاہر بغدادی مصنف الفرق بین الفرق۔

ج۔ وہ لوگ جو ان عقائد کو اختلافات اُمت میں سے تصوّر کرتے تھے یعنی ان سے اختلاف کرتے ہوئے ان کو مسلمان سمجھتے تھے مثلاً امام شہرستانی مصنف کتاب الملل والنحل۔

اس اقلیم کے ریگستانی علاقوں میں بربر نام کی ایک قوم رہتی تھی خاص طور پر السوس کے علاقے میں۔ ان کا عمل مذہب خوارزمیہ پر تھا۔

غیر اسلامی مذاہب میں یہاں پر یہودی زیادہ تعداد میں تھے۔